مسلمان کی تعریف

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن۔ ایڈوکیٹ۔ کراچی

الحق کی گذشتہ چند اشاعتوں میں آپ نے قومی اسمبلی کی کارروائیوں سے متعلق جو اطلاعات شائع کی ہیں، وہ خاصی اہم ہیں، میرا خیال ہے کہ اس طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ کوشش کرکے اطلاعات حاصل کی جائیں اور تبصرہ کیساتھ شائع کی جائیں۔ اس سے دو فائدے متصور ہیں، ایک تو یہ کہ قارئین کو بہت سی ان باتوں کا علم ہو جائے گا جو انہیں دیگر اخبارات و رسائل کے ذریعہ معلوم نہیں ہوتیں۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ علماء کی اسمبلیوں میں ضرورت کا یہ احساس بڑھے گا کہ علماء اسمبلی کا رکن بن کر دینی اقدار کی حفاظت کے زیادہ اہل ہو سکتے ہیں۔

آپ کی سابقہ اشاعتوں میں "مسلمان کی تعریف" کے متعلق نگارشات بھی مطالعہ میں آئیں۔ اس تعریف کے سلسلہ میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔ مناسب خیال فرمادیں تو شائع فرمادیں ——

تنزیل الرحمٰن

★

امیر کاتب بن امیر العمید الفارابی الاتقانی ملقب بہ ابوحنیفہ ثانی نے شرح اصول البزدوی (مخطوطہ) میں فخر الاسلام علامہ بزدوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسلمان کی تین انواع ہیں:۔

۱۔ ظاہری مسلمان ۲۔ حکمی مسلمان ۳۔ حقیقی مسلمان

۱۔ وہ شخص ظاہری مسلمان ہے جس کی زبان پر کلمہ اسلام اشھد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہے، اور جو مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھتا ہے۔ اس سے قطع نظر ہو کہ اعتقاد کی حقیقت سے واقفیت ہو۔

۲۔ وہ شخص حکمی مسلمان ہے جو اپنے مسلمان والدین کی بعیت میں ہونے کی وجہ سے مسلمان قرار پائے۔ بلالحاظ اس امر کے کہ اس شخص کی زبان پر کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار پایا جاتے۔

۳- وہ شخص حقیقی ہے جس نے اللہ کی ذات کو اس کی تمام تر صفات کے ساتھ جیسی کہ ان کی حقیقت ہے، جان لیا ہو اور رُسل وانبیاء کو جیسی کہ انکی حقیقت ہے جان لیا ہو اور ارکان اسلام کو جیسی کہ ان کی حقیقت ہے جانؔ لیا ہو، جن میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و شر کا ہونا اور تمام ارکانِ اسلام کا اعتقاد شامل ہے۔

مندرجہ بالا تعریفات سے بآسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ شہادتِ مسلم کے اعتبار سے ہر مسلمان خواہ وہ ظاہری ہو یا حکمی، اس وقت تک مسلمان قرار پائے گا، جب تک کہ اس کا حقیقی مسلمان نہ ہونا ثابت ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے ایمان واسلام سے متعلق جو بات ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان نام ہے پانچ عقائد کا ۱- ایمان باللہ ۲- ایمان بالرّسل ۳- ایمان بالملائکہ ۴- ایمان بالغیب ۵- ایمان بالآخرہ۔ اور اسلام نام ہے پانچ ارکان کا ۱- شہادتین ۲- نماز ۳- زکوٰۃ ۴- روزۂ رمضان اور ۵- حج۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو ان عقائد وارکان کا معتقد اور اقراری ہو، مسلمان کہلائے گا، البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ اعتقاد اور اقرار اس حقیقت کے مطابق ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے "ظاہر" ہو۔

مندرجات بالا کی روشنی میں مسلمان کی تعریف اسطرح کی جا سکتی ہے کہ حقیقی معنیٰ میں مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات، ملائکہ کے وجود، کتب سماویہ، رسولوں اور آخرت پر قرآن کے ظاہری الفاظ اور آنحضرت کے ارشادات کے مطابق ایمان رکھتا ہو۔

نیز اس اعتقاد کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہو کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں جن پر سلسلۂ وحی ختم ہو چکا۔

نیز عملاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزۂ رمضان اور حج بیت اللہ کا قائل ہو، اور یہ باور کرتا ہو کہ حضرت محمدؐ نے قرآن مجید اور اپنی سیرتِ طیبہ کے ذریعہ جو نظامِ ہدایت پیش کیا ہے وہ کُل کا کُل صحیح اور آخری طور پر سچا ہے۔

جسٹس سر امیر علی کی کتاب جامع الاحکام فی فقہ الاسلام میں مسلمان کی تعریف بہ این الفاظ کی گئی ہے کہ

لہ صرف جاننا نہیں بلکہ باتفاق امت ماننا بھی شرط ہے۔ اس لئے یہاں جاننے کے ساتھ ماننے کا مفہوم بھی لازماً ملحوظ رکھا جائے گا۔ "س"

ہر وہ شخص جو خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہو مسلمان ہے۔ یہ تعریف ہند و پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے متعدد فیصلوں میں پسند کی گئی ہے۔ چنانچہ عدالتِ عالیہ سندھ و بلوچستان کے جج مسٹر جسٹس امداد علی آغا نے بھی ایک عالیہ مقدمہ مسز عائشہ قریشی بنام حشمت اللہ میں (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی۔ کراچی شمارہ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۷۵۶) لکھا کہ "مسلمان ہو جانے کے لئے اسلام کی تمام مستند کتابیں اس پر متفق ہیں کہ اگر ایک شخص اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول ہونا مانتا ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ مسلمان کی یہی تعریف ۱۹۵۹ء میں جج عدالتِ عالیہ مغربی پاکستان جناب جسٹس محمود صاحب نے بمقدمہ عطیہ وارث بنام سلطان احمد خان۔ (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۵۹ء لاہور صفحہ ۲۰۵ بر صفحہ ۲۰۹) کی تھی۔ؔ

اگرچہ اصولی طور پر یہ تعریف صحیح ہے، لیکن یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ محمدؐ کی رسالت کے اقرار کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی اُن تمام مسلمہ اور بدیہی صداقتوں کا اعتراف و اقرار کیا جائے جو قرآن پاک اور سنتِ متواترہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں اور جن پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

ہمارے فقہاءِ دین کی ان مسلمہ بدیہی صداقتوں کے لئے "ضروریاتِ دین" کی اصطلاح استعمال کی ہے جن کا مصداق اسلام کے وہ تمام یقینی اور بدیہی عقائد، عبادات اور احکام ہیں جن سے اسلام عبارت ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اکفار الملحدین" حضرت العلامہ السید انور علی شاہ الکشمیریؒ) سے تقریباً آٹھ سال قبل احقر نے اپنی کتاب "مجموعۂ قوانینِ اسلام" جلد ۱ مطبوعہ ۱۹۶۵ء میں مسلمان کی تعریف بایں الفاظ کی تھی کہ:

دفعہ ۳ جو شخص خدا کو ایک اور حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو اس کا آخری نبی مانتا ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو، مسلمان ہے۔

آنحضرتؐ کی رسالت کو ماننے کا حکم ہی مما جاءبہ فھو حقؒ (کہ جو کچھ آنحضرتؐ لیکر آئے وہ سب حق ہے۔) ہے۔ فی زماننا ہر مسلمان کے ذہن میں یہ امر محفوظ ہو چکا ہے کہ رسول اللہؐ کی رسالت پر ایمان لانا ہی آپ کے لائے ہوئے تمام دین مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جزا و سزا، قیامت

لہ اسکی تشریح اور اضافہ کے طور پر ہم اُن تمام عدالتوں کا فیصلہ بھی پیش کر سکتے ہیں جنہوں نے مرزائیوں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیکر محمد الرسول اللہ کو نہ صرف رسول بلکہ آخری رسول ماننے کو اسلام کی شرط قرار دیا ہے ـــــــ مس ـ"

حساب وکتاب، ملائکہ، انبیاء سابقین وکتب سابقہ وغیرہ پہ ایمان لانا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر میرے محترم دوست ماہر القادری صاحب نے مشورہ دیا کہ "مسلمان کی تعریف میں" آخری نبی" کے بعد یہ اضافہ کیا جائے کہ حضورؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا بھی قائل نہ ہو۔" یہ اضافہ جس پس منظر کو لئے ہوئے ہے، اس سے ہم سب واقف ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ واقعات زمانہ اور اختلاف مواقع کے اعتبار سے کلام کے طرز اور تعریف میں اختصار یا طوالت اختیار کرنا پڑتی ہے، لیکن یہ خیال بھی رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ تعریف طرداً وعکساً جامع ومانع ہو۔ کوئی جزو اصلی تعریف سے باہر نہ رہ جائے اور کوئی جزو غیر تعریف میں داخل نہ ہو جائے۔ مزید غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ مسلمان کی تعریف حسب ذیل ہونی چاہئے۔

"ہر وہ شخص مسلمان ہے جو خدا کو ایک اور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہو۔ اور "ضروریات دین" کو جو اجماع سے ثابت ہیں، دل سے مانتا ہو۔ اور ان کی پابندی کا زبان سے اقرار کرتا ہو۔"

بقیہ: چاڈ کے مسلمان

یہودیوں کے ساتھ ثقافتی، تجارتی اور سفارتی تعلقات استوار کئے۔ اسرائیلی سفیر چاڈ پہنچا تو قاضی القضاۃ اور بعض مسلمان وزراء نے احتجاج کیا جس کی سزا میں یہ لوگ قید و بند میں ڈال دیئے گئے یا جلا وطن کر دیئے گئے۔ اسرائیل کا اثر رسوخ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اسرائیل نے چاڈ میں فوجی کیمپ قائم کر رکھے ہیں۔ اسرائیل کے پنجے چاڈ میں اتنے گہرے ہیں کہ چاڈ نے اقوام متحدہ میں عرب اسرائیل تنازعے میں ہمیشہ اسرائیل کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ حالانکہ ملک کے پچاس فیصد مسلمانوں کے دل عرب مسلمانوں کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔

۲- فرانس پس پشت رہ کر ٹومبل باۓ کو استعمال کر رہا ہے۔ جنوبی علاقے کے بت پرستوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔

۳- چاڈ کی حکومت امریکہ کے زیر اثر جمہوریہ وسطی افریقہ اور کنہاں سے مل کر "وسطی افریقی حکومتوں کا وفاق" کے نام سے نئی استعماری قوت بنانا چاہتی ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی جدوجہد کو کچلنے کی تیاریاں ہیں۔ ۴- اقتصادی طور پہ ملک کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور خاص طور پہ مسلمان آبادی کے علاقوں کو معاشی طور پر پسماندہ رکھا گیا ہے۔

ٹومبل باۓ کی ان پالیسیوں سے نجات پانے کے لئے مسلمانان چاڈ برسرپیکار ہیں۔ اور ان کا جرم یہی ہے۔ "الا ان یقولوا ربنا اللہ۔"

٭٭٭